علامہ سورتی کی وفات سے علمی میدان میں بڑا خلا پیدا ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے پائے کا عالم پورے برصغیر میں مولانا عبدالمجید حریری بنارسی اور مولانا عبدالعزیز میمن راجکوٹی کے علاوہ کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔

(مولانا محمد سورتی ۱۲۹)

مولانا عبدالغفار حسن فرماتے ہیں:

مولانا محمد سورتی کا علمی و دینی لحاظ سے مقام بہت اونچا تھا خاص طور پر عربی ادب میں اپنے زمانے کے امام تھے اس زمانے دو ہی شخصیتیں زیادہ مشہور تھیں۔ مولانا سورتی اور مولانا عبدالعزیز میمن۔

فن حدیث کی اہم شاخ اسماء الرجال میں مولانا کو ید طولی حاصل تھا۔

(ایضا ص ۱۳۸)

پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں:

مرحوم عربی زبان کے بے نظیر ادیب اور ہندوستان میں مانے ہوئے عالم تھے عربی ادب کے علاوہ دوسرے اسلامی علوم میں بھی آپ کا پایہ بلند تھا۔

(پاک و ہند میں عربی ادب ص ۱۰۵)

غیر معمولی حافظہ

مولانا محمد سورتی غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے اور اہل علم نے ان کے غیر معمولی حافظہ کی تعریف کی ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

مرحوم کا پایہ علم و ادب' رجال و انساب و اخبار میں اتنا اونچا تھا کہ اس عہد میں ان کی نظیر نہیں ملتی جو کتاب دیکھتے تھے۔ وہ ان کے حافظے کی قید میں آجاتی تھی۔ سینکڑوں نادر عربی قصائد' ہزاروں عربی اشعار و انساب' نوک زبان تھے۔ ان کو دیکھ کر یقین آتا تھا کہ ابتدائی اسلامی اصولوں میں علماء 'ادباء اور مورخین کی وسعت حافظہ کی جو عجیب وغریب مثالیں تاریخوں میں مذکور ہیں وہ یقیناً صحیح ہیں۔ (یاد رفتگان ص ۲۳۲)

پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری فرماتے ہیں۔

مولانا محمد سورتی آیت الہٰی تھے۔ زمانہ گذشتہ کے مورخین کے بارے میں جوکتابوں میں لکھا ہوتا تھا کہ فلاں محدث کو مع اسناد ہزارہا احادیث یاد تھیں۔ یقین نہیں آتا تھا مگر انہیں دیکھ کر عین الیقین حاصل ہو جاتا تھا کہ یقیناً ایسے حافظہ والے بھی ہیں جن کو سب کچھ یاد رہتا ہے۔ (مولانا محمد سورتی ص ۱۳۳)

مولانا محمد سورتی کا مسلک

مولانا محمد بن یوسف سورتی سلفی العقیدہ تھے اور اپنے مسلک میں بہت سخت متشدد تھے۔ علامہ سلیمان ندوی بھی ان کے اپنے مسلک میں متشدد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ بقول مولانا محمد حنیف ندوی کہ کتاب وسنت پر عمل کرنے کے لحاظ سے اس قدر متشدد تھے کہ جزئیات اور متنازعہ فیہ مسائل میں بھی ان میں کسی طرح کی لچک نہیں لائی جاتی تھی۔ مولانا محمد سورتی کٹر اہل حدیث تھے۔ اتباع سنت اور عمل بالحدیث کے لحاظ سے ان کا مقام بہت بلند تھا۔ شخصیت پرستی اور تقلید شخصی سے ان کو نفرت تھی۔ صرف امتیازی مسائل ہی میں وہ متشدد نہ تھے بلکہ زندگی کے ہرمعاملہ میں اتباع سنت کا جذبہ کار فرما تھا۔ توحید کے سلسلہ میں کسی ملاوٹ کے قائل نہ تھے اور اپنے عقیدے میں بڑے راسخ تھے قرآنی آیات اور سنت ثابتہ کی موجودگی میں اجتہاد کے قائل نہ تھے۔ اپنے مسلک کی وضاحت درج ذیل دو شعروں میں کی ہے۔

اہل الحدیث عصابتہ النبویتہ
ترضی بفضل المصطفیٰ و بامرہ
وتحط رای الناس او اقو الھم
حط السیول الضحرا علی صخرہ

اہلحدیث حضور ﷺ کی حمایت کرنے والی جماعت ہے۔ یہ جماعت آنحضرت ﷺ کے افعال و احکام پر راضی ہے اور اس کے مقابلہ میں

لوگوں کے اقوال و آراء کو نہایت بے دردی اور حقارت سے پھینک رہی ہے۔
(تاریخ ادب عربی ص ٦١٢)

سید رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں :

میں ١٩٣١ء میں جامعہ ملیہ میں داخل ہوا۔ اس وقت مولانا جامعہ سے الگ ہو گئے تھے۔ لیکن رہتے دلی میں تھے۔ کہیں اور بھی نہیں قرول باغ ہی میں جامعہ میں برابر آتے جاتے رہتے تھے۔ مذہب اہلحدیث کے پیروکار تھے اور اپنے مسلک میں بڑے متشدد جب وہ آجاتے تو بڑے بڑوں کے انگریزی بال خطرہ میں پڑجاتے تھےاور نماز باجماعت میں وہ لوگ بھی نظر آتے تھے جو۔

ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

(دید و شنید ص ١٢٦)

مولانا محمد سورتی کی حق گوئی و بیباکی

مولانا محمد سورتی بلند حوصلہ مستغنی' خودار اور قلندرانہ خصائل کے مالک تھے۔ مگر اس کے ساتھ حق گو اور بیباک تھے۔ حق کی بات کہنے سے بالکل نہیں ڈرتے تھے۔ پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں کہ :

ایک دفعہ بیگم نواز بھوپال جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی تشریف لائیں تو جامعہ کے اساتذہ سے ہاتھ ملانے شروع کئے۔ جب مولانا محمد سورتی کے قریب آئیں اور ہاتھ آگے بڑھایا تو مولانا محمد سورتی نے فرمایا غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا جائز نہیں اور ہاتھ ملانے سے انکار کردیا۔ چنانچہ بیگم نواب بھوپال نے اس کے بعد کسی سے ہاتھ نہ ملایا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین جو مولانا سورتی کے قریب ہی کھڑے تھے' مولانا سورتی سے کہا۔ سورتی صاحب! آپ نے ہمیں اس گناہ سے بچا لیا ورنہ ہم اپنے میں اتنی ہمت نہ پاتے تھے کہ ہاتھ ملانے سے منع کر دیں۔ (افادات و ملفوظات ص ١٧٢)

مولانا عبد العزیز میمن راج کوٹی مولانا محمد سورتی کے ہم عصر تھے۔ عربی

ادب و لغت میں ان کا بھی بڑا مقام تھا۔ ان کا حافظہ بھی بہت قوی تھا اور عربی اشعار ان کو کتنے زبانی یاد تھے اس کا شمار ناممکن ہے۔ ان کے علم و فضل کا اعتراف عالم اسلام کے نامور علمائے کرام نے کیا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ کو المجمع العلمی العربی نے اپنا رکن منتخب کیا اور اپنے انتقال تک رکن رہے علامہ عبدالعزیز میمن نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

مولانا محمد سورتی سے ان کی علمی اور تحقیقی سے معاصرانہ چشمک رہتی تھی اور مولانا محمد سورتی اپنی مجلس میں ان کا نام سننا بھی گورا نہیں کرتے تھے۔ پروفیسر عبدالقیوم مرحوم راوی ہیں کہ ایک دفعہ ان کی مجلس میں کسی صاحب نے علامہ عبدالعزیز میمن کا نام لیا تو مولانا محمد سورتی سخت غضبناک ہوئے۔ مولانا سورتی میں یہ صفت درجہ اتم موجود تھی کہ اظہار حق میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ علامہ خلیل عرب نے ان کے مرثیہ میں بجا کہا ہے ؎

یا جاهرا بالحق غيرا مدوع
ما خفت نحر الله فی الجهاد

اے بلا خوف حق کا اظہار کرنے والے
تو جہاد میں اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرا

(تاریخ ادب عربی ص ۶۱۲' مولانا محمد سورتی ص ۵۹)

وفات

مولانا محمد بن یوسف سورتی آخری عمر میں علی گڑھ میں مقیم ہوگئے۔ یہاں آپ نے ۲۳ رمضان ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۴۲ء کو مرض استسقاء میں انتقال کیا۔

مولانا محمد بن یوسف کے انتقال پر برصغیر کے علمی حلقوں میں بہت رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے معارف اعظم گڑھ میں لکھا:

پچھلے مہینے کا سب سے اندوہناک علمی حادثہ مولانا سورتی کی وفات ہے مرحوم عہد کے مشنی دل و دماغ اور حافظہ کے صاحب علم تھے۔ جہاں تک میری اطلاع ہے اس وقت اتنا وسیع النظر' وسیع المطالعہ 'کثیر الحافظہ عالم موجود نہیں صرف و نحو' لغت و ادب' اخبار و انساب و رجال کے اس زمانے میں درحقیقت وہ امام تھے' وہ چند ماہ سے مرض استسقاء میں مبتلا تھے۔ علی گڑھ میں مقیم تھے اور ۷ اگست بروز جمعہ وفات فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (معارف اعظم گڑھ ستمبر۱۹۴۲ء یاد رفتگان ص ۲۳۲)

پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں :

علامہ محمد سورتی کے انتقال سے عربی ادب کی دنیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ عربی ادب میں تو موصوف کے پائے کا ہندوستان کو کیا شاید ساری عربی دنیا میں کوئی عالم نہ تھا۔ مولانا کی ذات بڑی بابرکت تھی۔ ان کے اٹھ جانے سے دنیا علم وادب کو جو صدمہ ہوا وہ تو ہوا۔ لیکن جامعہ کی برادری کو بھی ان کی وفات سے کچھ کم نقصان نہیں پہنچا۔ مولانا کی ذات ایسی تھی جس کی ہم عزت کرتے تھے۔ ایسے شخص جماعت میں بہت کم ہوتے ہیں اور ان میں سے کسی کا گزر جانا بڑا جانکاہ صدمہ ہوتا ہے۔ بے شک مولانا ایسے بزرگ اور عالم کا انتقال صحیح معنوں میں ایک ناقابل تلافی نقصان ہے کسی نے کتنا ٹھیک کہا ہے۔

موت العالم موت العالم

ترجمہ :۔ صاحب علم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ (شخصیات ص ۴۵)

رئیس احمد جعفری نے لکھا :

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں۔ (دید و شنید ص ۱۲۸)

تصانیف

مولانا محمد بن یوسف سورتی نے جو علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں ان میں زیادہ

غیر مطبوع ہیں اور دو چار کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو سکیں۔

۱۔ قواعد عربی علم الصرف (عربی) مطبوعہ

۲۔ ازہار العرب (عربی) مطبوعہ

۳۔ کتاب التوحید (اردو) مطبوعہ

۴۔ رسالہ ابوہریرہ اللغة العربیہ (عربی) غیر مطبوعہ

۵۔ شرح دیوان حسان بن ثابت (عربی) غیر مطبوعہ

۶۔ احسن الحدیث فی اثبات حجیة الحدیث (اردو) غیر مطبوعہ

۷۔ قاموس ملی (عربی اردو) غیر مطبوعہ

۸۔ حج اور اس کی اہمیت (اردو) مطبوعہ

۹۔ الصید بالبندوق (اردو) مطبوعہ

۱۰۔ جمہرہ الغتہ (عربی) تنقیح و تحقیق و تصحیح مطبوعہ

۱۱۔ دیوان نعمان بن بشیر (عربی) التنقیح و تحقیق و تصحیح غیر مطبوعہ

۱۲۔ کتاب الکفایہ تحقیق و تصحیح مطبوعہ

۱۳۔ کتاب الافعال (عربی) تحقیق و تصحیح (مطبوعہ)

۱۴۔ عالم برزخ کی حقیقت از روئے قرآن (اردو) مطبوعہ

(مولانا محمد سورتی ص ۶۹ تا ۱۰۱)

۱۵۔ مقدمہ فی الصرف (عربی) غیر مطبوعہ

۱۶۔ مقدمہ فی النحو (عربی) غیر مطبوعہ

۱۷۔ الزیادات الواقیہ علی الکافیہ الشافعیہ (عربی) غیر مطبوعہ

۱۸۔ الانصاف فیما جری فی صرف ابی ہریرہ من الخلاف (عربی) غیر مطبوعہ

۱۹۔ کتاب الزکوہ الصیدفی ان ما اصابہ' الرحاص و نحوہ' بحوان (عربی) غیر مطبوعہ

۲۰۔ شرح سنن بن ماجہ (عربی) غیر مطبوعہ (ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کی

تصنیفی خدمات ص ۷۳، ۲۹۰، ۲۵۵)

۲۱۔ امالی ابن علی قالی اور املالی (عربی) مولانا محمد بن یوسف کی تنقید زبان اردو مندرجہ معارف اعظم گڑھ اپریل مئی جون ۱۹۲۸ء (مولانا محمد سورتی ص ۱۰۱)

مراجع و مصادر

اس مضمون کی تیاری درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ نزہتہ الخواطر، ج ۸	مولانا سید عبد الحی الحسنی
۲۔ تراجم علمائے حدیث ہند	ابو یحی امام خان نوشہروی
۳۔ احسن التفاسیر، ج ۱	مولانا سید احمد حسن دہلوی
۴۔ مولانا محمد سورتیؒ	فرزانہ لطیف
۵۔ تفسیر مواہب الرحمان	مولانا سید امیر علی ملیح آبادی
۶۔ اہل حدیث کی تدریسی خدمات	عابد حسن فاروقی
۷۔ یاد رفتگان	علامہ سید سلیمان ندوی
۸۔ شخصیات	پروفیسر محمد سرور
۹۔ دید و شنید	رئیس احمد جعفری
۱۰ مکتوبات اقبال	سید نذیر نیازی
۱۱۔ پاک و ہند میں عربی ادب	اقبال احمد سلفی
۱۲۔ تاریخ ادب عربی	احمد حسن زیات مترجم عبد الرحمان طاہر سورتی
۱۳۔ افادات و ملفوظات	پروفیسر محمد سرور
۱۴۔ ہندوستان میں جماعت	

اہل حدیث کی تصنیفی خدمات مولانا محمد مستقیم سلفی بنارسی

رسائل

جامعہ دہلی ستمبر ۱۹۴۲ء

بقیہ ص ۴۷ پر